Majallah-yi Talim o Tahqiq

مجلہ تعلیم و تحقیق

Markaz Talim o Tahqiq, Gulshan-e-Taleem, Sector H-15, Islamabad, Pakistan

مرکز تعلیم و تحقیق، گلشنِ تعلیم، ایچ۔۱۵، اسلام آباد، پاکستان

ISSN (P): 2618-1355, **ISSN (Online):** 2618-1363

Issue 4,Vol 3,October-December

شمارہ ۴، جلد ۳، اکتوبر۔دسمبر

صکوک کی رائج صورتیں اور ان کی شرعی حیثیت

Common forms of Sukuk and its Sharia Status

محمد سرفراز اجمل[1]

محمد عرفان[2]

Keywords:

Sukuk,sharia compliant,sukuk structure,Islamic banking.

Receiving Date:

19 July 2021

Acceptance Date:

16 December 2021

Publication Date:

30 December 2021

Abstract:

This article provides an overview of the Sukuk market. The purpose of this article is to provide empirical evidence that sukuk differs from traditional bonds in terms of risk. The issuance of sukuk based on Islamic principles is an important goal of Islamic financing and is a major source of development of Islamic economy in the world market but the condition is that these sukuk should take into account all the basic principles that make Islamic economy un-Islamic. Distinguish from the economy. This paper provides a critical review of the theoretical and empirical literature on *sukuk* (Shari'ah-compliant bonds) from three perspectives: their underlying theory and nature, the operational issues and structures involved in *sukuk*, and the role of *sukuk* in economic development. The article suggests that the literature on *sukuk* is largely qualitative rather than quantitative research, with the bulk of academic research in the form of conference and seminar papers. Sukuk is the best way to fund large projects that are beyond the reach of a single person, Sukuk is a means of equitable distribution of capital because investors through Sukuk have the opportunity to share equally in the profits from the project. This will allow wealth to spread widely instead of being confined to a few hands, which is one of the most important goals of the Islamic economy.

1. وزیٹنگ لیکچرار یونیورسٹی آف سنٹرل پنجاب لاہور

2. متخصص فی الفقہ والافتاء مرکز تعلیم و تحقیق اسلام آباد

صکوک کی لغوی تعریف

صکوک چیک، رسید، کاغذ، سند وغیرہ کو کہتے ہیں۔ یہاں صکوک سے مراد پرائز بونڈ کے مقابلے میں اسلامی مالیاتی اداروں کی طرف سے جاری کردہ سند یا رسید ہے۔ اس لفظ کو تمام زبانوں میں صکوک کہتے ہیں، یہاں تک کہ انگریزی میں Sukuk لکھا جاتا ہے۔ اس کا کوئی ترجمہ نہیں کیا جاتا۔ اب اس طرح یہ ایک اصطلاح بن گیا ہے اور اسلامی لغت میں ایک جدید لفظ کا اضافہ ہو گیا ہے۔

الصَّک فی اللغة الضرب الشدید بالشئ العریض یقال۔ صکه صکا: اذا ضربه فی قفاه و وجهه بیده مبسوطه و قیل الغرب عامة بأی شیءِ کان[3] "صک کا معنی لغت میں چوڑی چیز سے زور سے مارنا، کہا جاتا ہے صکہ صکا: گدی اور چہرہ پر طمانچہ مارنا۔ ایک قول ہے عمومی مارنا جس چیز سے بھی ہو۔"

الصَّكُّ الْكِتَابُ الَّذِي يُكْتَبُ فِي الْمُعَامَلَاتِ وَالْأَقَارِيرِ وَجَمْعُهُ صُكُوكٌ وَأَصُكٌّ وَصِكَاكٌ مِثْلُ بَحْرٍ وَبُحُورٍ وَأَبْحُرٍ وَبِحَارٍ وَصَكَّ الرَّجُلُ لِلْمُشْتَرِي صَكًّا مِنْ بَابِ قَتَلَ إذَا كَتَبَ الصَّكَّ. [4].. "صک یہ اس دستاویز کو کہتے ہیں جن میں مالی معاملات اور رپورٹس لکھی جاتی ہیں اور اس کی جمع صکوک ہے جیسے فلس کی جمع فلوس ہے اور اس کی جمع صکاک اور اصک بھی آجاتی ہے جیسے بحر کی جمع بحار اور ابحر آتی ہے اور صک اس ورق یعنی اس کاغذ کے ٹکڑے کو بھی کہتے ہیں جس میں دین یعنی قرض سے متعلق تحریر لکھی ہو اور صکوک اس دستاویز کو بھی کہتے ہیں جس میں خوراک و اناج کی تفصیلات درج ہوں اور جو قاضیوں اور آفیسرز اور ملازمین اور مزدوروں کی تنخواہوں کے گوشوارے اور وہ دستاویز بھی صکوک کی تعریف میں داخل ہیں جن میں غرباء اور اہل حاجت کو عطیہ کے طور پر کچھ دینے کی تفصیلات درج ہوں، اس طرح کی تمام دستاویزات اور تحریروں کو صکوک کہا جاتا ہے.

شرعی معیارات میں صکوک کی تعریف یوں کی ہے:

"صکوک ایسی دستاویزات ہیں جو یکساں قیمت کی ہوتی ہیں اور جو اثاثوں، منافع یا خدمات (سہولیات) کی ملکیت میں یا کسی خاص کاروباری منصوبے کے اثاثوں کی ملکیت میں یا سرمایہ کاری کی کسی خاص سرگرمی میں غیر منقسم حصے کی نمائندگی کرتی ہیں۔ یہ نمائندگی اس وقت ثابت ہوتی ہیں جب صکوک خریدنے والوں سے ان کی قیمت وصول کی جا چکی ہو اور صکوک کی فروخت بند کر دی گئی ہو، اس میں حاصل شدہ سرمائے کا استعمال شروع کر دیا گیا ہو۔ حصص اور قرض کے بانڈز سے ممتاز کرنے کے لیے اس معیار میں ان صکوک کو "سرمایہ کاری صکوک" کا عنوان دیا گیا ہے۔"[5]

صک کا مفہوم حدیث کی روشنی میں:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، أَنَّهُ قَالَ لِمَرْوَانَ: أَحْلَلْتَ بَيْعَ الرِّبَا، فَقَالَ مَرْوَانُ: مَا فَعَلْتُ؟ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ: ((أَحْلَلْتَ بَيْعَ الصِّكَاكِ، وَقَدْ نَهَى رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ بَيْعِ الطَّعَامِ حَتَّى يُسْتَوْفَى))، قَالَ: فَخَطَبَ مَرْوَانُ النَّاسَ، ((فَنَهَى عَنْ بَيْعِهَا))، قَالَ سُلَيْمَانُ: فَنَظَرْتُ إِلَى حَرَسٍ يَأْخُذُونَهَا مِنْ أَيْدِي

---

[3] ہیئۃ کبار علماء الاسلام، الموسوعه الفقهيه الكوية، (وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية الكويت ۱۴۱۴،) ج:۲۸، ص:۴۶

4 احمد بن محمد، الحموی، مصباح المنیر، (ناشر المکتبہ العلمیہ بیروت،) ج:۱، ص:۳۴۵

[5] اکاؤنٹنگ اینڈ آڈٹنگ آرگنائزیشن برائے اسلامی مالیاتی ادارے،، شرعی معیارات، (مکتبہ معارف القرآن، کراچی، مئی ۲۰۱۸) ص:۴۸۱

النَّاسِ.[6]

"حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے انہوں نے مروان (جو عامل تھا مدینہ کا) سے کہا: تو نے حلال کر دیا ربا کی بیع کو۔ مروان نے کہا: کیوں میں نے کیا کیا؟ سیدنا ابوہریرہؓ نے کہا تو نے سند (پروانہ) کی بیع جائز رکھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے منع کیا اناج کی بیع سے اس پر قبضہ کرنے سے پہلے۔ تب مروان نے خطبہ سنایا لوگوں کو اور منع کیا ان کی بیع سے۔ سلیمان جو راوی ہے اس حدیث کے سیدنا ابوہریرہؓ سے، اس نے کہا میں نے دیکھا چوکیدار کو کہ وہ چٹھیوں کو چھین رہے تھے لوگوں سے۔"

مَالِكٌ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي مَرْيَمَ؛ أَنَّهُ سَأَلَ سَعِيدَبْنَ الْمُسَيَّبِ، فَقَالَ: إِنِّي رَجُلٌ أَبْتَاعُ الطَّعَامَ، يَكُونُ مِنَ الصُّكُوكِ بِالْجَارِ. فَرُبَّمَا ابْتَعْتُ مِنْهُ بِدِينَارٍ وَنِصْفِ دِرْهَمٍ. أَفَأُعْطِي بِالنِّصْفِ طَعَاماً؟فَقَالَ سَعِيدٌ: لاَ. وَلَكِنْ أَعْطِ أَنْتَ دِرْهَماً. وَخُذْ بَقِيَّتَهُ (4) طَعَاماً.[7] سعید بن المسیب سے محمد بن عبداللہ بن ابو مریم نے پوچھا میں غلہ خرید کرتا ہوں جار کا تو کبھی میں ایک دینار اور نصف درہم کو خرید کرتا ہوں کیا نصف درہم کے بدلے اناج دے دوں سعید نے کہا نہیں بلکہ ایک درہم دے دے اور جس قدر باقی رہے اس کے بدلے میں بھی اناج لے لے۔

صکوک کی اقسام اور ان کی شرعی حیثیت

1۔صکوک اجارہ:

اجارہ کا مفہوم:

عقد يرد على المنافع بعوض[8]

اجارہ ایسا عقد ہے جو منافع پر بالعوض ہو۔ مطلب یہ کہ اجارہ میں کسی چیز کی ملکیت کسی کو منتقل نہیں کی جاتی بلکہ اس سے معاوضہ لے کر اس چیز سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی جاتی ہے۔

اجارہ کے جواز پر قرآن مجید سے استدلال:

قرآن مجید میں اللہ فرماتا ہے:

﴿فَاِنْ اَرْضَعْنَ لَكُمْ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ .﴾[9] "اگر وہ (مائیں) تمہارے لیے دودھ پلائیں تو ان کو ان کی دودھ پلائی اجرت دو۔"

﴿لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ اَجْرًا﴾[10] "موسیٰ (علیہ السلام) نے فرمایا کہ اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت ہی لے لیتے۔"

---

[6] مسلم بن حجاج، القشیری۔ **صحیح مسلم**، كتاب البيوع، باب بطلان بيع المبيع قبل القبض، (دار احیاء التراث العربی، بیروت،)ح:۱۵۲۸

[7] مالک بن انس، **موطا امام مالک**، كتاب البيوع، باب جامع بيع الطعام، (موسسۃ زاید بن سلطان، الامارات) ۲۰۰۴ء، ح، ۲۳۲۸

[8] لجنۃ علما برناسہ نظام الدین، **الفتاوى الهنديه**، كتاب الاجاره، دار الفکر، ۱۳۱۰ھ، ج۴ ص۴۰۹

[9] القرآن، ۶۵: ۶

[10] القرآن ۱۸: ۷۷

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت شعیب علیہ السلام کے قصہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ ۡ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِيُّ الْاَمِيْنُ ۝ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَيَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓي اَنْ تَاْجُرَنِيْ ثَمٰنِيَ حِجَجٍ ۚ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ ۚ ۝﴾[11] ''پھر ان دو عورتوں میں سے ایک نے (اپنے باپ سے) کہا ابا جان! ان کو نوکر رکھ لیجیے۔ کیوں کہ بہتر سے بہتر آدمی جو آپ نوکر رکھنا چاہیں مضبوط اور امانت دار ہونا چاہیے۔ (اس پر شعیب علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا) میں چاہتا ہوں کہ اپنی دونوں بیٹیوں میں سے ایک اس (مہر) پر تمہارے نکاح میں دوں کہ تم آٹھ برس میری نوکری کرو اور اگر تم دس برس پورے کردو، تو تمہارا احسان ہوگا۔''

اجارہ حدیث کی روشنی میں:

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

أَعْطُوا الْأَجِيرَ أَجْرَهُ، قَبْلَ أَنْ يَجِفَّ عَرَقُهُ[12] ''مزدور کو اس کی مزدوری اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کرو۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

من استأجر أجيرًا فليسلم له أجرته[13] ''جو کوئی مزدور اور نوکر رکھے تو اس کو اسکی اجرت بتادے۔''

نبی کریم ﷺ نے پچھنے لگانے والے (حجام) کو اجرت دی۔[14]

مولانا گوہر رحمن اجارہ کے متعلق لکھتے ہیں:

''جن لوگوں کے پاس کافی سرمایہ ہو اور وہ چاہتے ہوں کہ ہم اپنے سرمائے سے نفع حاصل کریں ان کے لیے اسلام کے اقتصادی نظام میں اجارہ کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے جو سود کے متبادل ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ ٹریکٹر، ٹرک، مشینری، عمارات اور دوسری اشیاء استعمال خرید کر لوگوں کو کرائے پر دی جائیں سرمایہ کاروں کو نفع بھی ملے گا اور عوام کو ان کی ضرورت کی چیزیں بھی کرائے پر فراہم ہوتی رہیں گی۔ بجائے اس کے کہ سرمایہ ویسے ہی بے کار پڑا رہے یا اسے بینکوں میں جمع کر کے حرام نفع یعنی سود کمایا جائے۔ حلال نفع کمانے کے لیے اور قوم کی ضرورت پوری کرنے کے لیے اس سے اشیاء استعمال خرید کر کرائے پر کیوں نہیں دی جاتیں؟ اسی طرح بینکوں میں لوگوں کی جو رقم جمع ہوتی ہیں ان کو سودی لین دین کی جگہ اس طرح استعمال بھی کیا جاسکتا ہے کہ بینک اشیاء استعمال خرید کر لوگوں کو معلوم اجرت پر مقررہ مدت کے لیے فراہم کرے اور مدت اجارہ ختم ہونے کے بعد کرایہ دار پر فروخت کرے۔ البتہ عقد اجارہ کے وقت فروخت کرنے کو شرط نہیں بنایا جاسکتا۔ اس لیے کہ ایک ہی چیز میں بیک وقت اجارہ اور بیع کے دو سودے جائز نہیں ہیں۔ اس سے حدیث میں منع کیا گیا۔[15]

ڈاکٹر تقی عبدالواحد صاحب لکھتے ہیں:

---

[11] القرآن، ۲۸: ۲۶، ۲۷

[12] محمد بن یزید، ابوعبداللہ، **ابن ماجه**، كتاب الرهون، باب أجر الاجراء، (ناشر دار احیاء الکتب العربیہ)، ح ۲۴۴۳

[13] ایضاً

[14] احمد بن محمد، **الطحاوی، شرح معانی الاثار**، باب الجعل على الحجامة، (مکتبہ العلم، لاہور، ۲۰۱۲ء)، ح ۶۰۲۸

[15] گوہر رحمن، مولانا، **ربا کی حرمت**، حقیقت اور متبادل، ماہنامہ **جریدۃ الاتحاد**، لاہور، جون ۱۹۹۹ء

کرائے پر دی ہوئی اشیاء میں ملکیت کے صکوک:

یہ صکوک فی الحال کرائے پر دی ہوئی اشیاء یا مستقبل میں کرائے پر دی جانے والی اشیاء کے صکوک ہیں، جن کو ان اشیاء یا جائیداد کا مالک یا اس کا نائب کوئی مالی ادارہ جاری کرتا ہے۔ اس سے غرض یہ ہوتی ہے کہ صکوک فروخت کیے جائیں اور خریداروں سے سرمایہ حاصل کیا جائے۔ اس عمل سے جائیداد کی یا شے کی ملکیت حاملین صکوک کو حاصل ہو جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ شے کے نفع و نقصان کے مشارکہ کی بنیاد پر مالک بنتے ہیں۔ ان کی دو صورتیں ہیں:

ا۔ پہلی صورت:

زید کے پاس ایک مکان ہے جو اس نے کرایہ پر دیا ہوا ہے یا کرایہ پر دینے کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ اسی زید کو کاروبار چلانے کے لیے دس لاکھ روپے کی ضرورت ہے۔ اس کے پاس نقد رقم نہیں ہے البتہ اس کا مکان بھی دس لاکھ کی مالیت کا ہے۔ سرمایہ حاصل کرنے کے لیے زید خود مکان کے سو حصے فرض کرتا ہے اور ہر حصے کے مقابل ایک رسید یا سند یا صک تیار کرتا ہے۔ مکان کی کل مالیت اور صکوک کی تعداد کو سامنے رکھتے ہوئے ہر ایک صک کی قیمت دس ہزار طے کرتا ہے اور لوگوں کو ان صکوک کے خریدنے کی ترغیب دیتا ہے۔ وہ رسید پر یہ لکھتا ہے: ''اس رسید اور صک کا حامل اس مکان کے غیر متعین سوویں 1/100 حصے کا مالک ہوگا۔ جس کی بنیاد پر مکان سے حاصل ہونے والے کرایہ کے 1/100 حصے کا حقدار ہو گا اور اگر مکان کو کچھ نقصان پہنچا تو مالک ہونے کی وجہ سے اپنے حصہ کے بقدر نقصان بھی اُٹھائے گا۔

پھر اس میں یہ بات بھی مذکور ہوتی ہے کہ اس صک کی مدت مثلاً دس سال ہے اور دس سال پورے ہونے پر زید خریدار یعنی حامل صک سے وہ صک واپس خرید لے گا۔ صکوک الاجارہ کے مصنف حامد بن حسن اس صورت کے بارے میں لکھتے ہیں:

بحری حمل و نقل کی کمپنی نے پٹرول کی حمل و نقل کے لیے سعودی آرامکو کو اپنا ایک جہاز دس سال کے لیے کرایہ پر دے رکھا ہے جس کا سالانہ کرایہ ۱۵ ملین ریال مقرر ہے۔ حمل و نقل کی کمپنی کو ایک بڑی رقم کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے وہ خود اس جہاز کی مالیت کی ایک ملین یعنی دس لاکھ رسیدیں یا صکوک تیار کرتی ہے اور ہر ایک صک کی قیمت ایک سو ریال طے کرتی ہے۔ جو لوگ یہ صکوک خریدتے ہیں وہ ہر صک کے مقابلہ میں اس جہاز کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک غیر متعین حصے کے مالک ہو جائیں گے اور آرامکو سے ملنے والے کرایہ میں سے ۱۵ ریال کے بھی حقدار ہوں گے۔ اور اگر کچھ نقصان پیش آئے تو اسی کے بقدر نقصان بھی برداشت کریں گے۔[16]

۲۔ دوسری صورت:

زید خود اپنے مکان کی تصکیک (صکوک سازی) نہ کرے اور خود صکوک کو فروخت نہ کرے بلکہ کسی اسلامی بینک یا سرمایہ کاری کے ادارے کو یہ کام سونپ دے اور اسی طرح زید یہ بھی اس بینک یا ادارے کی ذمہ داری میں دے دے کہ وہ کرایہ دار سے اجرت وصول کرے اور دیکھ بھال کے اخراجات منہا کر کے باقی کرایہ حاملین صکوک میں تقسیم کر دے۔ اس کام پر اسلامی بینک زید سے اجرت وصول کرتا ہے۔

2۔ صکوک مضاربہ:

مضاربہ اس کو کہتے ہیں کہ ایک جانب سے سرمایہ راس المال ہو اور دوسری جانب سے عمل ہو۔ جو نفع ہو وہ دونوں میں طے شدہ شرح سے تقسیم ہو اور جو نقصان ہو اس کا بوجھ تنہا سرمایہ دار پر ہو۔ صکوک مضاربہ وہ دستاویزات ہیں جو ان منصوبوں اور اعمال کی نمائندگی کرتی ہیں جن کا مضاربہ کی بنیاد پر انتظام کیا جاتا ہے۔ ان کو جاری کرنے والا مضارب ہوتا ہے اور حاملین صکوک رب المال ہوتے ہیں اور صکوک سے حاصل شدہ

16 ڈاکٹر عبدالواحد، اسلامی صکوک، تعارف اور تحفظات، ص:۲۸

سرمایہ راس المال ہوتا ہے جو نفع ہو اس میں حاملین صکوک طے شدہ نسبت سے شریک ہوتے ہیں اور اگر نقصان ہو تو وہ صرف حاملین صکوک کو ہوتا ہے۔[17]

مضاربہ کا مفہوم:

مضاربہ کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کسی شخص کو اپنا مال دیں اس شرط پر کہ وہ اس سے تجارت کرے اور نفع دونوں کے درمیان مشترک ہو، گویا یہ لفظ رزق طلب کرنے کے لیے زمین پر چلنے سے ماخوذ ہے۔ عامل اور مال کے مالک کو مضارب کہتے ہیں کیونکہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ معاملہ کرتے ہیں۔[18]

مولانا گوہر رحمن مضاربت کے بارے میں لکھتے ہیں:

بعض لوگوں کے پاس سرمایہ ہوتا ہے مگر کاروبار یا تجربہ یا فارغ وقت نہیں ہوتا اور بعض لوگوں کے پاس تجارت کا تجربہ اور فارغ وقت تو ہوتا ہے مگر سرمایہ نہیں ہوتا اور دونوں چاہتے ہیں کہ حلال نفع کمائیں اور آمدن بڑھائیں۔ اگر ایک قرض دے کر اس پر متعین نفع لیتا ہے اور دوسرا قرض لے کر اس کو متعین نفع دیتا ہے تو دونوں سودی لین دین کے مجرم بنتے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے اسلامی نظام معیشت میں مضاربت کا طریقہ بنایا گیا ہے۔ جو دراصل سرمایہ اور محنت کے درمیان شرکت کا ایک معاہدہ ہوتا ہے۔ ایک شخص متعین مقدار میں دوسرے شخص کو سرمایہ دیتا ہے اور وہ اس سے کاروبار کرتا ہے اور دونوں طے شدہ تناسب سے نفع میں شریک ہوتے ہیں لیکن اگر خسارہ ہو گیا تو وہ رب المال یعنی سرمایہ کے مالک کو برداشت کرنا پڑے گا۔ مضاربت یعنی کاروبار چلانے والے پر اس کی کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہو گی۔ اِلّا یہ کہ اس نے طے شدہ شرائط اور رب المال کی ہدایت کے خلاف کوئی کام کیا ہو جس کے نتیجے میں نقصان ہوا ہو تو اس صورت میں وہ نقصان کا ذمہ دار ہو گا۔

اس لیے کہ اس نے زیادتی کی ہے جس کا تاوان اسے دینا پڑے گا۔ مگر جب اس کی لاپروائی اور غلطی کے بغیر خسارہ ہوا ہو تو اس کی محنت ضائع ہو گئی اور سرمائے والے کا سرمایہ کم ہو گیا۔ اس اعتبار سے نقصان میں بھی دونوں شریک ہو جاتے ہیں۔ اگر سرمایہ فراہم کرنے والے نے کاروبار کرنے والے کو کہا تھا کہ میری طرف سے تجھے اجازت ہے کہ کاروبار کے لیے جو کام اور تدبیر بھی مفید اور مناسب سمجھو اسے اختیار کر لو تو اس صورت میں مضارب پر وہ کام کر سکتا ہے جو شرعاً جائز ہو اور جس کا تعلق کاروبار سے ہو۔ نفع کی تقسیم معاہدے میں طے شدہ شرح سے ہو گی اگر نصف نصف پر معاہدہ ہوا ہو تو اس کے مطابق اپنا اپنا حصہ لیں گے لیکن اگر رب المال کے لیے دو تہائی اور کام کرنے والے کے لیے ایک تہائی یا اس کے برعکس معاہدہ ہوا تھا تو اس کے مطابق اور کام کرنے والے کے لیے ایک تہائی یا اس کے برعکس معاہدہ ہوا تھا تو اس کے مطابق تقسیم کریں گے۔ نفع کی مقدار میں تنازعہ کی صورت پیدا ہو جائے اور رب المال اپنے دعوے کا ثبوت پیش نہ کر سکے تو کام کرنے والے یعنی مضارب کا قول معتبر ہو گا۔

البتہ رب المال اگر چاہے تو اسے قسم دلوا سکتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ عقد مضاربہ میں سرمایہ اور مال تجارت کام کرنے والے کے پاس امانت کی طرح ہوتا ہے اور وہ اس کا امین ہوتا ہے جس کی بات قبول کی جائے گی (مع الیمین) الا یہ کہ اس کی غلط بیانی ثابت کر دی جائے۔ مضاربہ کے اصول کے مطابق دو افراد بھی معاہدہ کر سکتے ہیں۔

ارباب الاموال اور مضاربین کی ایک کمپنی ادارہ یا بینک کے درمیان بھی یہ معاہدہ ہو سکتا ہے اور حکومتوں کے درمیان بھی مضاربہ کے اصول پر معاہدے ہو سکتے ہیں کہ حکومت یا اس کا کوئی ادارہ سرمایہ فراہم کرے اور دوسری حکومت یا اس کا کوئی ادارہ کاروبار کرے اور طے شدہ

---

[17] ایضاً، ص: ۳۴

[18] ابن منظور الفریقی، لسان العرب، ج:۸، ص:۳۶

شرائط کے مطابق نفع آپس میں تقسیم کریں۔ اگر سرمایہ فراہم کرنے والے ارباب الاموال نے پابندی نہ لگائی ہو تو مضاربین یعنی کاروبار کرنے والے مضاربہ کے سرمائے کو مضاربت پر دوسرے کاروباریوں کو بھی دے سکتے ہیں۔[19]

3۔ صکوک مرابحہ:

مرابحہ اس سودے کو کہتے ہیں جس میں لاگت کے لحاظ سے نفع طے کیا ہو مثلاً لاگت پر ۵ فیصد نفع۔ صکوک مرابحہ یکساں قیمت کی دستاویزات ہیں جو اس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ مصدر صکوک جمع شدہ سرمائے سے مرابحہ کا سامان خرید سکے۔ حاملین صکوک اس سامان کے یا اس کی فروخت سے جو رقم حاصل ہو اس کے حقدار ہوتے ہیں۔

مرابحہ قرآن کی روشنی میں:

اس میں وہ آیات پیش کی جاسکتی ہیں جو آیات اپنے عموم کے ساتھ بیع کی مشروعیت پر دلالت کرتی ہیں۔

﴿وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ ﴾[20]

اور اللہ نے بیع (خرید و فروخت) کو حلال کر دیا ہے۔

﴿اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ﴾[21]

مگر یہ کہ ایسی تجارت کی جائے جس میں باہمی رضامندی ہو۔

مرابحہ حدیث کی روشنی میں:

حضور ﷺ نے جب ہجرت کا ارادہ کیا تو حضرت ابو بکرؓ نے دو اونٹ خرید لیے۔ آپ ﷺ نے حضرت ابو بکرؓ سے فرمایا ان میں سے ایک اونٹ مجھے سونپ دو۔ ابو بکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ! بلا قیمت اونٹ آپ کا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا بغیر قیمت کے نہیں۔[22]

ابن مسعود سے روایت ہے کہ آپ دس گیارہ اور دس بارہ میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے۔ یعنی دس درہم پر ایک درہم نفع اور دس درہم پر دو درہم کا نفع۔

4۔ صکوک مشارکہ:

یہ وہ دستاویزات ہیں جو ان منصوبوں کی یا ان اعمال کی نمائندگی کرتی ہیں جن کا انتظام شرکت کی (یا مضاربہ کی یا وکالت سرمایہ کاری) بنیاد پر ہو، اس کے لیے شرکاء ہی میں سے کسی ایک شریک کو یا کسی غیر شریک کو انتظام دیا جاتا ہے۔ یعنی اس کو ایگزیکٹو ڈائریکٹر مقرر کیا جاتا ہے۔ ان صکوک کو جاری کرنے والا کسی خاص منصوبے یا عمل میں شرکت کی دعوت دیتا ہے۔ صکوک کے خریدار اور حاملین شراکت دار قرار پاتے ہیں۔ صکوک کی قیمت شراکت کا راس المال بنتا ہے اور حاملین صکوک شراکت کے اثاثوں کے مالک بنتے ہیں اور کاروبار میں جو کچھ نفع حاصل ہو اس کے بھی حقدار بنتے ہیں۔

---

[19] گوہر رحمان، حرمت ربا حقیقت اور متبادل، **جریدۃ الاتحاد**، لاہور، جون ۱۹۹۹ء، ص ۷۳

[20] القرآن ۲: ۲۷۵

[21] القرآن ۴: ۲۹

[22] محمد بن اسماعیل، **البخاری**، كتاب المناقب ، باب هجرة النبی (، ناشر دار طوق النجاۃ، ۱۴۲۲،) ح ۳۹۰۵

مشارکہ قرآن کی روشنی میں:

﴿اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْخُلَطَاۗءِ لَيَبْغِيْ بَعْضُهُمْ عَلٰي بَعْضٍ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَقَلِيْلٌ مَّا هُمْ ۔ ﴾[23] ''اور بہت سے لوگ جن کے درمیان شرکت ہوتی ہے وہ ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی کرتے ہیں سوائے ان کے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے ہیں اور وہ بہت کم ہیں۔''

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

﴿فَهُمْ شُرَكَاۗءُ فِي الثُّلُثِ ﴾[24] ''وہ سب ایک تہائی میں شریک ہوں گے۔''

مشارکہ حدیث کی روشنی میں:

سائب بن ابی السائب المخزومی کی حدیث ہے کہ اول اسلام میں یہ اور آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام تجارت میں شریک تھے۔ جب فتح مکہ کا موقع آیا اور یہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے فرمایا:

مَرْحَبًا بِأَخِي وَشَرِيكِي لَا يُدَارِي وَلَا يُمَارِي.[25]

''میرے بھائی اور شریک کو خوش آمدید وہ نہ چاپلوسی کرتا تھا اور نہ کوئی جھگڑا کرتا تھا۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب تک دو شریک خیانت نہ کریں اس وقت تک اللہ تعالیٰ کا ہاتھ ان پر ہوتا ہے۔''[26]

5۔صکوک استصناع:

یہ مساوی قیمت کی دستاویزات وصکوک ہیں جو صنعت کار جاری کرتا ہے تاکہ ان کی فروخت سے حاصل ہونے والے سرمائے سے قیمتی آرڈر کا مال مثلاً ٹربائن، پاور پلانٹ، ہوائی جہاز، بحری جہاز یا کوئی قیمتی سامان خود تیار کر سکے۔

حاملین صکوک ان مصنوعات کے یا ان کی قیمت فروخت کے مالک ہوتے ہیں۔ اس کی متبادل صورت یہ ہے کہ کوئی کمپنی کسی فیکٹری سے بہت بڑی مالیت کی مصنوعات بنوائے۔ اس کے لیے سرمایہ صکوک بنانے اور ان کو فروخت کرنے سے حاصل کرے۔ حاملین صکوک ان مصنوعات کے مالک بنیں گے اور ان کے فروخت ہونے پر حاملین صکوک کو اپنا اصل مال اور نفع ملے گا۔

متوازی استصناع کی صورت یہ ہے کہ زید نے بکر سے ایک پاور پلانٹ تیار کر کے اسے مہیا کرنے کا آرڈر لیا۔ زید کے پاس اس آرڈر کو پورا کرنے کے لیے سرمایہ نہیں ہے۔ زید استصناع کے صکوک جاری کر کے سرمایہ اکٹھا کرتا ہے۔ چونکہ سرمایہ حاملین صکوک نے مہیا کیا ہے اس لیے زید جب اس سرمایہ سے پاور پلانٹ تیار کرتا ہے وہ حاملین صکوک کی ملک ہوتا ہے۔ پھر زید وہ پاور پلانٹ بکر کو لگا کر دیتا ہے۔ اس پر زید کو جو قیمت ملتی ہے زید اس میں سے اپنی اجرت نکال کر حاملین صکوک کو باقی قیمت جس میں نفع بھی شامل ہے، حاملین صکوک میں تقسیم کر دیتا ہے۔ اس مثال میں ایک عقد استصناع زید کا حاملین صکوک کے ساتھ ہے اور دوسرا عقد استصناع جو پہلے کے ساتھ ساتھ ہے وہ زید کا بکر کے ساتھ ہے۔[27]

---

[23] ص ۳۸: ۲۴

[24] النساء ۴: ۱۲

[25] محمد بن عبداللہ، الحاکم، المستدرک علی الصحیحین، (دار الکتب العلمیہ، بیروت، ۱۴۱۱)، ح ۲۳۵۷

[26] ابن قدامہ، المغنی، (مکتبہ القاہرہ، ۱۳۸۸) ج: ۱، ص: ۵

[27] مفتی عبدالواحد، اسلامی صکوک تعارف و تحفظات، ص: ۳۲

6۔صکوک سلم:

بیع سلم اس بیع کو کہتے ہیں جس میں خریدار کی طرف سے قیمت کی ادائیگی نقد ہو اور بائع کی طرف سے سامان مثلاً گندم کی فراہمی کچھ مدت کے بعد ہو۔صکوک سلم مساوی قیمت کی وہ دستاویزات ہیں جو بیع سلم کے راس المال کو اکٹھا کرنے کے لیے جاری کی جاتی ہیں۔حاملین صکوک مسلم فیہ یعنی سامان کے مالک ہو جاتے ہیں۔

صکوک سلم کی مثال یہ ہو گی کہ کوئی شخص یا ادارہ چاہتا ہے کہ وہ پیشگی رقم دے کر بہت بڑے پیمانے پر گندم خریدے اور آگے لوگوں کو فروخت کرے۔وہ دس ہزار من گندم کا اندازہ لگاتا ہے کہ ۹۵ لاکھ میں اس کو پڑے گی اور ایک کروڑ میں وہ فروخت کرے گا۔وہ ایک ایک لاکھ روپے کی مالیت کے ۱۰۰ صکوک بنا کر ان کو عام خریداری کے لیے پیش کرتا ہے۔اس طرح سے وہ ایک کروڑ کا سرمایہ (راس المال) حاصل کر لیتا ہے۔پھر ایک ماہ میں وہ گندم کی خریداری مکمل کر کے صکوک کے خریداروں کو یعنی حاملین کو ان کے حصوں کی گندم فراہم کر دیتا ہے۔اور اگر اس سلم کے متوازی ایک اور سلم کا معاملہ کیا ہو یعنی کسی تیسری پارٹی سے انہی اوصاف والی دس ہزار من گندم فراہم کرنے کا سودا کیا ہو۔جس کو متوازی سلم کہیں گے تو مصدر صکوک پر گندم حاملین صکوک کی جانب سے تیسری پارٹی کو فراہم کر کے اصل راس المال اور طے شدہ نفع حاملین صکوک کو دے کر صکوک واپس لے گا۔[28]

سلم کی تعریف اور اس کا مفہوم:

سلم ایک ایسی بیع ہے جس کے ذریعے بائع یہ ذمہ داری قبول کرتا ہے کہ وہ مستقبل کی کسی تاریخ میں متعین چیز خریدار کو فراہم کرے گا۔اور اس کے بدلے میں مکمل قیمت بیع کے وقت ہی پیشگی لے لیتا ہے۔یہاں قیمت نقد ہے لیکن مبیع کی ادائیگی مؤجل اور موخر ہے۔خریدار کو رب السلم اور بائع کو مسلم الیہ اور خریدی ہوئی چیز کو مسلم فیہ کہا جاتا ہے۔[29]

سلم قرآن کی روشنی میں:

﴿يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا تَدَايَنْتُمْ بِدَيْنٍ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوْهُ ۔﴾[30]"اے ایمان والو! جب تم کسی معین معیاد کے لیے ادھار کا کوئی معاملہ کرو تو اسے لکھ لیا کرو۔"

سلم حدیث کی روشنی میں:

صحیح بخاری میں ابن عباسؓ کی روایت ہے:

قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ المَدِينَةَ وَهُمْ يُسْلِفُونَ بِالتَّمْرِ السَّنَتَيْنِ وَالثَّلاَثَ، فَقَالَ: ((مَنْ أَسْلَفَ فِي شَيْءٍ، فَفِي كَيْلٍ مَعْلُومٍ، وَوَزْنٍ مَعْلُومٍ، إِلَى أَجَلٍ مَعْلُومٍ)) [31]"جب رسول اللہ ﷺ مدینہ تشریف لائے تو اہل مدینہ ایک سال، دو سال اور تین سالوں تک کے لیے کھجوروں میں بیع سلم کرتے تھے۔آپ ﷺ نے فرمایا: جو شخص کسی چیز میں بیع سلم کرنا چاہے تو وہ مقرر پیمانہ مقرر وزن اور مقرر مدت کے ساتھ سلم کرے۔"

---

[28] عبدالواحد، ڈاکٹر، اسلامی صکوک، تعارف و تحفظات، ص:۳۱

[29] حسان عثمانی، ڈاکٹر، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۸۸

[30] البقرہ ۲: ۲۸۲

[31] محمد بن اسماعیل، البخاری، صحیح بخاری، باب السلم فی وزن العلوم، ح ۲۲۴۰

سلم کی شرائط:

شرط نمبر ا:

سلم کے جائز ہونے کے لیے ضروری ہے کہ خریدار پوری کی پوری قیمت عقد کے وقت ادا کر دے۔ یہ اس لیے ضروری ہے کہ اگر عقد کے وقت خریدار قیمت کی مکمل ادائیگی نہ کرے تو یہ دہن کے بدلے دہن کی بیع کے مترادف ہوگا ،جس سے حضور ﷺ نے صراحتاً منع فرمایا ہے۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ((نَهَى عَنْ بَيْعِ الْكَالِئِ بِالْكَالِئِ[32] ''نبی اکرم ﷺ نے ادھار کی ادھار کے بدلہ بیع سے منع فرمایا ہے۔''

اس کے علاوہ سلم کے جواز کی بنیادی حکمت بائع کی فوری ضرورت کو پورا کرنا ہے اگر قیمت اسے مکمل طور پر ادا نہیں کی جاتی تو عقد کا بنیادی مقصد فوت ہو جائے گا۔ اس لیے تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ سلم میں قیمت کی مکمل ادائیگی ضروری ہے۔ البتہ امام مالک کا مذہب ہے کہ بائع خریدار کو دو یا تین دن کی رعایت دے سکتا ہے اور یہ رعایت عقد کا باقاعدہ حصہ نہیں ہونا چاہیے۔[33]

شرط نمبر ۲:

سلم صرف انہی اشیاء میں ہو سکتی ہے جن کی کوالٹی اور مقدار کا پیشگی طور پر تعین ہو سکتا ہو اور جن کی کوالٹی اور مقدار کا اندازہ نہیں ہو سکتا ان میں سلم بھی نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور پر قیمتی پتھروں کی سلم نہیں ہو سکتی اس لیے کہ ان کا یہ ٹکڑا اور فرد عموماً دوسرے سے معیار، سائز یا وزن میں مختلف ہوتا ہے۔ اور ان ٹکڑوں کے بیان کے ذریعے تعین عموماً ممکن نہیں ہوتی۔

7۔ صکوک مزارعہ:

مزارعہ کھیتی میں بٹائی کرنے کو کہتے ہیں۔ صکوک مزارعہ مساوی قیمت کی دستاویزات ہوتی ہیں جو اس لیے جاری کی جاتی ہیں کہ حاصل شدہ رقم سے مزارعہ میں سرمایہ کاری کی جائے۔

ا۔ ان کو جاری کرنے والا کبھی زمیندار ہوتا ہے اور ان کو خریدنے والے کاشتکار ہوتے ہیں جو عقد مزارعہ کی بنیاد پر سرمایہ کاری کرتے ہیں۔ غرض کاشتکار کام بھی کرتے ہیں اور اس کے لیے سرمایہ بھی فراہم کرتے ہیں۔ اس سرمایہ سے کاشتکاری کے اخراجات پورے کیے جاتے ہیں۔ حاملین صکوک طے شدہ شرح سے پیداوار کے مالک بنتے ہیں۔

۲۔ کبھی صکوک کا اجراء مزارع کی جانب سے ہوتا ہے اور ان کو خریدنے والے زمیندار ہوتے ہیں۔

صکوک کی فروخت سے حاصل ہونے والی رقم سے زمینداروں کے نام پر زمین خریدی جاتی ہے۔ حاملین صکوک زمین کی پیداوار میں ایک متفقہ حصے کے حقدار ہوتے ہیں۔[34]

مولانا گوہر رحمن لکھتے ہیں:

''رزق حلال کمانے اور آمدن بڑھانے کے حلال طریقوں میں کاشتکاری شامل ہے۔ احادیث نبوی میں کاشتکاری کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے۔ جن لوگوں کے پاس اپنی زمینیں ہیں، وہ اپنا سرمایہ سودی قرضوں کے لین دین میں لگانے کی بجائے زمینوں کی پیداوار بڑھانے پر خرچ کر

---

[32] أحمد بن علي بن حجر، العسقلاني، بلوغ المرام من أدلة الأحكام (المطبعة السلفية،: مصر سنة الطبع : 1347ھ)، ح۸۴۹

[33] ڈاکٹر حسان عثمانی،، غیر سودی بینکاری میں تمویل کے طریقے، ص:۳۹۱

[34] ڈاکٹر عبدالواحد،، اسلامی صکوک، تعارف و تحفظات، ص:۳۴

کے نفع کما سکتے ہیں۔اور جن کے پاس اپنی زمینیں تو نہیں ہیں مگر ان کے پاس سرمایہ موجود ہے وہ زمینیں ٹھیکے پر لے کر قومی پیداوار کو ترقی بھی دے سکتے ہیں اور اپنی آمدن بھی بڑھا سکتے ہیں۔اسی طرح زرعی بینک زمینداروں اور کاشتکاروں کو سودی قرضے دینے کی جگہ ان کے ساتھ بیع سلم کا معاہدہ بھی کر سکتے ہیں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ زمینوں کی پیداوار کی متعین مقدار کی متعین قیمت پیشگی ادا کر دی جائے جس سے کاشتکار زراعت کی ضروریات پوری کرلے اور مقررہ وقت اور متعین مقام پر متعین جنس کی طے شدہ مقدار بینک کو پہنچادے۔

اگر بیع سلم کی شرائط پوری کر دی جائے تو یہ کاروبار بھی جائز ہے اور دونوں فریقوں کے لیے مفید بھی ہے۔کاشتکار کا فائدہ یہ ہے کہ وہ پیشگی قیمت سے اپنی پیداوار بڑھا سکے گا اور بینکوں کا فائدہ یہ ہے کہ وہ پیشگی دی ہوئی قیمت کے بدلے میں حاصل کردہ جنس کو زیادہ قیمت پر فروخت کر کے جائز نفع کمائیں گے۔[35]

8۔صکوک مساقاۃ:

مساقاۃ پھلوں میں بٹائی کو کہتے ہیں۔صکوک مساقاۃ مساوی قیمت کی وہ دستاویز ہوتی ہیں جو عقد مساقاۃ کی بنیاد پر جاری کی جاتی ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ حاصل شدہ سرمایہ سے باغ کی دیکھ بھال اور آب پاشی کے اخراجات پورے کیے جائیں۔

ا۔ صکوک جاری کرنے والا باغ کا مالک ہوتا ہے اور حاملین صکوک وہ لوگ ہوتے ہیں جو مساقاۃ کے تحت باغوں کی دیکھ بھال بھی کرتے ہیں۔اوراس کے اخراجات کے لیے سرمایہ بھی فراہم کرتے ہیں اور پیداوار میں طے شدہ شرح سے حقدار ہوتے ہیں۔

۲۔ کبھی صکوک کا اجراء مساقی یعنی عامل کرتا ہے اور ان کو خریدنے والے زمیندار ہوتے ہیں۔صکوک کے سرمایہ سے آب پاشی کی جاتی ہے اور حاملین صکوک پھلوں کی پیداوار میں ایک طے شدہ حصے کے حقدار ہوتے ہیں۔[36]

9۔صکوک شجرکاری:

صکوک شجر کاری (مغارسہ) مساوی قیمت کی دستاویز ہوتی ہیں جو شجر کاری کی بنیاد پر جاری کی جاتی ہیں اور غرض یہ ہوتی ہے کہ شجر کاری اور متعلقہ امور کے اخراجات پورے کیے جائیں۔

ا۔ صکوک کو جاری کرنے والا کبھی اس زمین کا مالک ہوتا ہے جو شجر کاری کے لائق ہو۔حاملین صکوک عقد مغارسہ (شجر کاری) کی بنیاد پر کام کرنے والے ہوتے ہیں اور یہ زمین اور درختوں میں طے شدہ شرح سے حقدار بنتے ہیں۔

۲۔ کبھی صکوک کا اجراء کرنے والا شجر کاری کرنے والا عامل ہوتا ہے۔ان کے خریدار زمیندار ہوتے ہیں۔ان کے سرمائے سے ان کی زمین میں شجر کاری کی جاتی ہے۔حاملین صکوک زمین اور درختوں میں ایک متفقہ حصے کے حقدار ہوتے ہیں۔[37]

10۔صکوک وکالہ سرمایہ کاری:

وکالہ سرمایہ کاری یہ ہے کہ ایک یا زیادہ سرمایہ دار اپنا سرمایہ کسی شخص کو دیں کہ وہ اس سرمایہ کو نفع بخش کاروبار میں لگائے اور اس کے عوض متعین اجرت وصول کرے خواہ کاروبار میں نفع ہو یا نقصان۔

صکوک وکالہ وہ دستاویزات ہیں جو ان منصوبوں کی نمائندگی کرتی ہے جن کا انتظام سرمایہ کاری میں وکالت کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔جو شخص یا کمپنی وکالہ پر کاروبار کرنا چاہتی ہے وہ یکساں مالیت کی دستاویزات تیار کرتی ہے جن پر یہ درج ہوتا ہے کہ صکوک جاری کرنے والی کمپنی مثلاً دس سال

---

[35] گوہر رحمن، حرمت ربا حقیقت اور متبادل، جریدة الاتحاد، لاہور، جون، ۱۹۹۹ء، ص: ۸۴

[36] عبدالواحد، اسلامی صکوک، تعارف و تحفظات، ص: ۳۵

[37] ایضاً، ص: ۳۶

کے لیے وکالہ پر کام کرے گی اور اتنی اتنی اجرت لے گی۔ جو لوگ یہ صکوک خریدیں گے وہ موکل ہوں گے اور سرمایہ کے اور بعد میں سرمایہ جن شکلوں میں تبدیل ہو گا ان کے مالک ہوں گے۔ اور نفع ہو یا نقصان اس کا تحمل بھی حاملین صکوک کریں گے۔ حاملین صکوک سرمایہ فراہم کرتے ہیں اور ان کی نیابت کے لیے ایک شخص کو وکیل بالاستثمار یعنی نفع بخش سرمایہ کاری کا وکیل یا ڈائریکٹر مقرر کیا جاتا ہے۔[38]

صکوک کا مقصد اور اس کے جاری کرنے کے لیے ضروری اقدامات

اسلامی صکوک کا نظریہ:

اسلامی صکوک نظریہ شرعی اصول کے مطابق درمیانی یا لمبے عرصے کے منصوبے یا سرمایہ کاری کے عمل کو مالی اعانت میں حصہ لینے پر مبنی ہے۔ اور وہ شرعی اصول یہ ہے کہ جس چیز کا فائدہ جو بھی انسان کو پہنچتا ہے اس کا نقصان بھی اسی پر ہے۔ اس کا مطلب ہے نفع و نقصان میں حصہ لینا۔

اسٹاک کے قانون کے مطابق اسٹاک کی کمپنیوں میں جہاں اس مقصد کے لیے اسٹاک کی کمپنی کی بنیاد رکھی جاتی ہے اور اس کی ایک آزاد اخلاقی شخصیت ہے۔ یہ کمپنی مالی اعانت کے لیے ضروری صکوک جاری کرنے کا انچارج ہے اور انہیں شرکاء کو عوامی رکنیت کے لیے رکھتی ہے اور ان صکوک کے ہر ہولڈر کو مالی بازاروں میں سرمائے انتظام گردش چندہ وراثت اور اسی طرح کے دیگر لین دین حصہ لینے کا حق۔

ڈاکٹر احمد شعبان محمد علی لکھتے ہیں:

> تقوم فكرة الصكوك الاسلاميه على المشاركه فى تمويل مشروع أوعملية استثماريه متوسطة او طويلة الاجل، وفقاً للقاعدة الشرعيه "الغتم بالغرم" اى المشاركة فى الزلج والكساره على متوال نظام الاسهم فى شركات المساهمة، حيث توسس شركه مساهمة لهذا الغرض، ولها شخصية معنوية مستقلة، تتولى هذه الشركة اصدار الصكوك اللازمة للتمويل، و تطرحها بلا كتتاب العام للمشاركين، و من حق كل حامل للصك المشاركة فى راس المال، والادارة، والتداول، والهبة والارث و نحو ذلک من المعاملات فى الاسواق المالية.[39]

اور کبھی ان صکوک کو جاری کرنے والی جہت اسلامی بینکوں میں سے کوئی بینک ہو گا۔ اور وہ اسٹاک کمپنی کی بنیاد رکھنے کے ذریعے سے، اس مقصد کے لیے صکوک جاری کرنے کے مقصد سے۔

> وقد تكون الجهة المصدرة لهذه الصكوک احد المصارف الاسلامية ذلک من خلال إنشاء الشركة المساهمة لهذا الغرض۔ اى غرض اصدار الصكوک .[40]

اسلامی صکوک جاری کرنے کے عمل کا مقصد:

صکوک جاری کرنے کے عمل کا مقصد مندرجہ ذیل ہے:

پروجیکٹ کی بنیاد کو وسعت دینے اور اس کی ترقی کے لیے ضروری لیکویڈیٹی حاصل کرنا وہ بھی کمپنی کے اثاثوں کے کسی بھی بانڈ نگ کو صکوک میں نمائندگی والی اکائیوں میں تبدیل کر کے اور پھر اس منصوبے کی مالی اعانت کے لیے ضروری بچت کو راغب کرنے کے لیے اسے مارکیٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔

---

[38] ایضاً، ص: ۳۴

[39] احمد شعبان محمد علی، ڈاکٹر، الصكوک والبنوک الاسلامیه ادوات لتحقیق التنمیۃ، (طبع دار الفکر الجامعی الاسکندریہ، ۲۰۱۳ء)، ص: ۲۸

[40] سامی عبید، ڈاکٹر، مجله الدراسات الماليه والمعرفية، المجلہ: ۲۱، ص: ۶

الحصول علی السیولة اللازمة لتوسیع قاعدة المشروع و تطویره و ذلک من خدال تحویل (تصکیک) موجدات الشرکة الی وحدات تتمثل فی صکوک ثم عرضها فی السوق لتجذب المدخرات اللازمة لتمویل المشروع.ھنع راس ناک کتنوئک انشاء مشروع استثماری من خدال تعیة مواردة من المستشمرین و ذلک بطرح صکوک و فق مختلف صیغ التمویل الاسلامیه فی اسواق المال. . . [41]پروجیکٹ کی بنیاد کو وسعت دینے اور اس کی ترقی کے لیے ضروری لیکویڈیٹی حاصل کرنا وہ بھی کمپنی کے اثاثوں کے کسی بھی بانڈ نگ کو صکوک میں نمائندگی والی اکائیوں میں تبدیل کر کے اور پھر اس منصوبے کی مالی اعانت کے لیے ضروری بچت کو راغب کرنے کے لیے اسے مارکیٹ میں پیش کیا جاتا ہے۔

سرمایہ کاروں سے وسائل اکٹھا کر کے سرمایہ کاری کے منصوبے کے لیے مالی اعانت کے لیے سرمایہ اکٹھا کریں اور وہ بھی دارالحکومت کے بازاروں میں مختلف اسلامی فارمولوں کے مطابق جو اعانت کے لیے ہیں صکوک کی پیشکش کرتے ہوئے تاکہ سرمایہ کاروں کی آمدنی جائز سرمایہ ہو۔ اس لیے صکوک جاری کرنے کے پیچھے شرعی مقاصد مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ یہ کہ مالی وسیلہ ان کے مالکان سے فنڈ جمع کرنے اور ماہرین کے ذریعے ان کو کم سے کم قیمت اور آسان ترین طریقے سے سرمایہ کاری میں مدد کرتا ہے۔

۲۔ اور یہ کہ یہ وسیلہ مالکان کے لیے موقع فراہم کرے اپنے پیسوں پر ملازمت کرنے اور اعلیٰ حفاظت اور روزگار سے واپسی کے حصول اور اس رقم کے مالکان کے مفادات اور سرمایہ کاروں کے مفادات کے مابین ایک توازن اس طرح پیدا کرنا کہ دونوں گروہوں میں سے کوئی ایک بھی نہ ہو،نہ ہی سرمایہ کاروں کے مفادات کو سرمائے کے مالکان کو فطرت اور طریقہ کار کے بارے میں تمام ضروری معلومات حاصل کرنے کا موقع فراہم کر کے سرمایہ کاری اور اس کے نتائج سے فائدہ اُٹھانے کی اجازت نہیں تاکہ وہ ان کے مستقل اور موثر استعمال کی نگرانی کر سکیں۔ یہ وسیلہ پیسہ رکھنے والوں کو یہ موقع بھی فراہم کرتا ہے کہ وہ سرمایہ کاروں کو غفلت،لاپرواہی اور معاہدے کی شرائط کی خلاف ورزی کے لیے جوابدہ بنائیں۔

۳۔ تیسرا یہ کہ صکوک اور اس کی آمدنی کی سرمایہ کاری کا اجراء اور اس کی ترویج شریعت اسلامی کے احکام کے مطابق ہو اور اس مقصد سے کہ اس کے مقاصد کو حاصل کیا جاسکے۔[42]

صکوک کو جاری کرنے کے لیے ضروری اقدامات:

تصکیک کا عمل مخصوص مراحل کے مطابق انجام دیا جاتا ہے اور ہر مرحلے میں سارے داخلی اور ملتے جلتے اقدامات کے ایک گروپ پر مشتمل ہوتا ہے اور یہ اقدامات متفقہ تسلسل میں نہیں ہو سکتے ہیں۔ لہٰذا ایک قدم کسی خرابی کے نتیجے میں ختم ہونے کے عمل کے کسی اور اقدام سے پہلے ہو سکتا ہے اور تمام مراحل ان میں سے کچھ تکمیل یا محدود ہو۔

ان اقدامات کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:

ا۔پہلا قدم:

اصل اثاثوں کی گنتی کرنے اور مختلف اثاثوں کے جو اس کے پاس ایک سرمایہ کاری کے تالاب میں ہے، کو جوڑ کر جائز قرار دی جاتی ہے اورا س کو تفویض پورٹ فولیو کہا جاتا ہے۔

---

[41] نوال بن عمارہ، ڈاکٹر، **الصکوک الاسلامیه و دورھا فی تطویر السوق المالیه** مجلة الباحث، عدد:۹، ۲۰۰۱ء

[42] ابراہیم محمد، **الصکوک الاسلامیه** کمنتج شرعی بدیل عن الادوات الرلویه، ص:۸۹۲

دوسرا قدم:

ان اثاثوں کی تصدیق کرنا اور پھر انہیں کسی خاص مقصد SPV والی کمپنی کے توسط سے فروخت کرنا، جہاں اس کمپنی کی ایک قانونی شخصیت اور ایک آزاد مالی ذمہ داری ہے اور جس کی ملکیت سرمایہ کاروں کے پاس ہے۔ یہ خصوصی مقصد کمپنی SPV نے ان اثاثوں کو واپس کردی ہے اور ان کو مساوی حصوں اور اکائیوں میں تقسیم کر دیتا ہے۔ جو سرمایہ کاروں کی ضروریات اور خواہشات کو پورا کرتے ہیں اور پھر انہیں صکوک میں مستقل کرتے ہیں اور انہیں سرمایہ کاروں ں کو فروخت کرتے ہیں۔

تیسرا قدم:

صکوک پورٹ فولیو کا انتظام جب صکوک کو سرمایہ کاروں کو فروخت کیا جاتا ہے تو SPV کمپنی صکوک پورٹ فولیو کا اجراء سرمایہ کاروں کی جانب سے جاری مدت کے دوران متوقع اثاثوں سے حاصل شدہ وقتاً فوقتاً اور آمدنی جمع کر کے ان میں تقسیم کرتی ہے۔ صکوک ہولڈر کے ساتھ ساتھ پورٹ فولیو کے ذریعہ درکار تمام خدمات فراہم کرتی ہے۔

چوتھا قدم:

پرا سپیکٹس میں بتائی گئی تاریخوں پر طے شدہ آلات کی قیمت ادا کر کے صکوک کو تقویت دینے کا مرحلہ۔[43]

یہ صکوک مالی وسائل جمع کرنے کے لیے جاری کیا جاتا ہے پھر اسے سرمایہ کاری کے مخصوص منصوبوں جیسے بنیادی ڈھانچے کے منصوبوں عوامی سہولیات اور دیگر کی طرف ہدایت کرنا اور یہ مالیاتی منڈی میں اسلامی فنانسنگ فارمولے کی بنیاد پر صکوک کی پیشکش کے ذریعے کیا جاتا ہے تاکہ سبسکرپشن کی رقم، اس منصوبے کا مکمل سرمایہ ہو جس کو مکمل کیا جا سکے۔[44]

صکوک کے اجراء کا منشور:

اشرف محمد دوابہ اپنی کتاب الصکوک الاسلامیہ میں لکھتے ہیں:

یہ منشور ان تمام وضاحتوں پر مشتمل ہونا چاہیے جو شرعاً مطلوب ہوں مثلاً

۱۔ عقد کی شرائط اور وہ وضاحتیں جو صکوک کے اجراء میں شریک لوگوں کے بارے میں ضروری ہوں مثلاً شرکاء کی صفات کہ وکیل اصدار مدیر اصدار، امین استثمار کون ہوں گے اور تغطیہ (Under-writing) کی ذمہ داری لینے والا کون کون ہوگا اور ان کی تعیناتی اور معزولی کی شرائط کیا ہوں گی۔

۲۔ اس عقد (Underlying Contract) کی تحدید و تعین جس کی بنیاد پر صکوک کا اجراء ہو رہا ہے مثلاً اجرت پر دی ہوئی جائیداد کی فروخت، اجارہ، مرابحہ، استصناع، سلم، مضاربہ، مشارکہ، وکالہ، مزارعہ، مغارسہ یا مساقاہ۔

۳۔ اس عقد کے ارکان و شرائط کو پورا بیان جس کی بنیاد پر صکوک کا اجراء ہو۔ اس میں کوئی ایسی بات شامل نہ ہو جو عقد کے تقاضوں اور اس کے احکام کے مخالف ہو۔

۴۔ عقد کے شرعی احکام کی اور مبادی شریعت کی پاسداری کی وضاحت ہو اور ایک ایسی مجلس شرعی قائم کرنے کی صراحت ہو جو اس بات کی نگرانی کرے کہ صکوک کی پوری مدت میں احکام شرعیہ کی پاسداری کی جارہی ہے۔

---

[43] سلیمان ناصر بن ناصر، ڈاکٹر، **الصکوک الاسلامیہ کأداالا لتمویل التنمیة (الاکادیمیة العالمیه للبحوث الشرعیه مالیزیا،** ۲۰۱۴ء)، ص:٦

[44] شعیب یونس، **دور الصکوک الاسلامیہ الحکومته فی دعم القطاعات الاقتصادیه** (جامعہ الامیر عبد القادر للعلوم الاسلامیہ، الجزائر، ۲۰۱۰ء)، ص:۸

۵۔ اس کی تصریح ہو کہ صکوک سے حاصل شدہ سرمایہ سے اور جن موجودات میں وہ منتقل ہو گا ان سے شرعی طریقے سے نفع حاصل کیا جائے گا۔

۶۔ حامل صکوک مشارکہ میں طے شدہ نسبت سے نفع میں شریک ہو گا اور نقصان ہونے کی صورت میں اپنے صکوک کی مالیت کی نسبت سے نقصان کو برداشت کرے گا۔

۷۔ اس ضمانت کا کچھ ذکر نہ ہو کہ تعدی یا کوتاہی نہ ہونے کے باوجود مصدر صکوک حاملین صکوک سے صکوک کو ان کی قیمت اسمیہ پر واپس خریدے گا۔

خلاصۃ البحث:

صکوک ہی وہ بہترین طریقہ کار ہے جس کے ذریعے ایسے بڑے بڑے منصوبوں کو رقوم کی فراہمی ممکن ہو سکتی ہے جو کسی ایک آدمی کے بس میں نہیں۔

1۔ صکوک کے توسط سے ایسے سرمایہ داروں کو ایک راستہ مل سکتا ہے جو اپنے اضافی سرمایہ کو کسی منافع بخش منصوبے میں لگانا چاہتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر اپنے سرمائے کو واپس بھی حاصل کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ان صکوک کے متعلق یہ بات طے شدہ ہے کہ ان کی کوئی ثانوی مارکیٹ بھی ہو گی۔ جہاں صکوک کا کاروبار ہو گا چنانچہ جب کبھی سرمایہ کار کو اپنے تمام سرمایہ یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو گی تو اس کو اس بات کی اجازت ہو گی کہ وہ تمام صکوک یا بعض کو فروخت کردے اور ان کی قیمت حاصل کرے، جس میں اصل اور منافع دونوں شامل ہوں گے بشرطیکہ منصوبے میں نفع ہوا ہو۔

2۔ صکوک کے ذریعے سرمائے کی گردش میں مدد ملے گی خصوصاً بینکوں اور اسلامی مالیاتی اداروں کو صکوک کے توسط سے روپے کی گردش کا ایک وسیلہ ہاتھ آئے گا۔ چنانچہ اگر ان اداروں کے پاس اضافی رقم گردش میں ہو تو ان سے صکوک خرید سکیں گے اور اگر خود ان کو گردشی رقوم کی ضرورت ہو تو ثانوی مارکیٹوں میں صکوک فروخت کر کے روپے حاصل کر سکیں گے۔

3۔ صکوک سرمائے کی منصفانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ صکوک کے توسط سے سرمایہ کاری کرنے والوں کو اس بات کا موقع ملتا ہے کہ وہ پروجیکٹ سے حاصل ہونے والے منافع میں برابر کے شریک ہوں۔ اس سے دولت چند ہاتھوں میں مقید ہو کر رہنے کی بجائے وسیع پیمانے پر پھیلے گی، جو اسلامی معیشت کے اہم ترین مقاصد میں سے ہے۔

4۔ بہت بڑے بڑے منصوبے کہ جن میں کسی ایک مالیاتی ادارے کی جانب سے مکمل تمویل و سرمایہ کاری ممکن نہیں، ان میں اسلامی صکوک کے ذریعہ مطلوب تمویل ممکن ہو گی۔

5۔ وہ سرمایہ کار جو اپنے اضافہ سرمائے کو بڑھانا چاہتے ہیں اور ساتھ میں یہ بھی چاہتے ہیں کہ ضرورت کے وقت ان کو نقدی میں تبدیل کر لیں۔ اسلامی صکوک ان سرمایہ کاروں کی اس ضرورت کو پورا کرتے ہیں کیونکہ صکوک میں یہ بات پیش نظر ہوتی ہے کہ ثانوی بازار (Secondary Market) میں ان کی خرید و فروخت بھی ہو سکے۔ غرض سرمایہ کار کو جب بھی اپنے لگائے ہوئے کل سرمایہ کی یا بعض سرمایہ کی ضرورت ہو تو وہ اپنے تمام یا بعض صکوک فروخت کر کے اصل مالکیت اور جو کچھ نفع ہوا ہو وہ حاصل کر سکتا ہے۔

6۔ نقد رقم فراہم کرنے کا یہ عمدہ طریقہ ہے جسے اسلامی بینک اور اسلامی مالیاتی ادارے اختیار کر سکتے ہیں یا جن کے ذریعے سے وہ دوبارہ نقدی کا انتظام کر سکتے ہیں۔

7۔ اسلامی صکوک مال کی عادلانہ تقسیم کا ایک ذریعہ ہیں کیونکہ ان کی وجہ سے تمام سرمایہ کار منصوبے کے حقیقی نفع سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ اس طرح سے مال چند گنتی کے سرمایہ داروں میں سمیٹنے کی بجائے وسیع حلقے میں پھیل سکتا ہے۔ یہ بھی اسلامی اقتصادیات کا اہم ہدف ہے۔